AL-HAYAT Research Journal
Jlali Research Institute of Social Science, Lahore
ISSN (Online): 3006-4767
ISSN (Print):: 3006-4759
Volume 3 Issue 1 (October-December 2025)

ایراد حدیث: اسباب، عوامل اور اسالیب کا تجزیاتی مطالعہ
Irad al-Hadith: An Analytical Study of Its Causes, Factors, and Methods

Khalid Hussain
PhD Scholar, DIT&C, NUML, Islamabad, Pakistan, khalidhussainnoor7@gmail.com

Dr. Noor Hayat Khan
Associate Professor, DIT&C, NUML, Islamabad, Pakistan, nhayat@numl.edu.pk

Abstract
In the science of Hadith, scholars have developed numerous disciplines that address both the chain of narration (Isnad) and the text (Matn). Among these disciplines is the study of the causes and circumstances that led to the narration of Hadith, known as Sabab Irad al-Hadith (the Cause of the Narration of Hadith). This concept focuses on understanding the reasons, contexts, and motives that prompted the Companions and their successors to narrate the sayings of the Prophet Muhammad ﷺ. While Sabab Wurud al-Hadith explains why the Prophet ﷺ uttered a particular statement, Sabab Irad al-Hadith explores why a Companion or Follower narrated it afterward. This study highlights the importance of identifying these causes to better comprehend the nature, intent, and relevance of Hadith transmission in the early Islamic period. The present research analytically examines the definition, significance, and primary sources of Sabab Irad al-Hadith, as well as the various factors and motives that influenced the Companions in narrating Hadith—such as educational needs, legal judgments, administrative responsibilities, and responses to emerging social issues. Through selected examples, the article demonstrates how understanding these underlying causes contributes to a deeper appreciation of the historical, intellectual, and contextual dimensions of Hadith literature.

Keywords: Hadith, Narration, Companions, Sabab Wurud al-Hadith, Sabab Irad al-Hadith, Contextual Study

علومِ حدیث میں محدثین نے ایسے متعدد علوم متعارف کروائے ہیں جو حدیث کی سند اور متن دونوں سے متعلق ہیں، انہی میں سے ایک اہم علم سببِ ایرادِ الحدیث ہے، جس کا مقصد یہ جاننا ہے کہ وہ کون سے اسباب، عوامل اور حالات تھے جن کی بناپر صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ نے رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کو روایت کیا۔ سببِ ورودِ الحدیث اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی موقع پر کوئی ارشاد کیوں فرمایا، جبکہ سببِ ایرادِ الحدیث اس بات کی تحقیق کرتا ہے کہ صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ نے وہ حدیث کن وجوہات کے تحت روایت کی۔ زیرِ نظر مطالعہ میں سببِ ایرادِ الحدیث کی تعریف، اہمیت، بنیادی مصادر اور ان عوامل کا تجزیاتی جائزہ پیش کیا گیا ہے جنہوں نے صحابہ کرامؓ کو حدیث بیان کرنے پر آمادہ کیا، جیسے فقہی و عدالتی فیصلے، تعلیمی و تربیتی ضرورت، انتظامی ذمہ داریاں اور سماجی و اخلاقی مسائل کے جوابات۔ منتخب مثالوں کے ذریعے یہ مقالہ واضح کرتا ہے کہ سببِ ایرادِ الحدیث کے مطالعے سے روایتِ حدیث کے تاریخی، فکری اور سیاقی پہلوؤں کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے، جو حدیث کی تفہیم اور اس کے علمی پس منظر کو مزید گہرائی عطا کرتا ہے۔

محدثین نے روایتِ حدیث کے ضمن میں ایسے مختلف علوم کا ذکر کیا ہے جن کا گہرا تعلق احادیث کی اسناد اور متون دونوں سے ہوتا ہے۔ ان علوم کو مجموعی طور پر مصطلح الحدیث کہا جاتا ہے۔ انہی علوم میں ایک اہم پہلو ان اسباب و عوامل کا مطالعہ ہے جن کی بناپر احادیث روایت کی گئیں۔ چنانچہ وہ وجوہات جن کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ نے کوئی ارشاد فرمایا، محدثین نے انہیں سببِ ورودِ الحدیث کا نام دیا، جبکہ وہ عوامل جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ یا تابعینؒ نے حدیث روایت کی، سببِ ایرادِ الحدیث کہلاتے ہیں۔ مثلاً جب کسی صحابیؓ نے کسی مسئلے کے حل، دلیل پیش کرنے، سوال کے جواب دینے یا راہنمائی فراہم کرنے کے لیے حدیث بیان کی تو یہ سببِ ایرادِ الحدیث کے زمرے میں آتا ہے۔ اس طرح سببِ ورودِ الحدیث کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے ہے، جب کہ سببِ ایرادِ الحدیث کا آغاز عہدِ صحابہؓ سے ہوتا ہے اور اس کی توسیع دورِ تابعینؒ تک پائی جاتی ہے۔ عصرِ حاضر میں اس علم کے مختلف اسباب و عوامل کو اردو زبان میں یکجا اور منظم طور پر پیش کرنا ایک علمی و تحقیقی ضرورت ہے، تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ کسی صحابیؓ نے کسی خاص حدیث کو کن حالات اور محرکات کے تحت روایت کیا اور اس روایت میں کون سا اسلوب اختیار کیا۔ زیرِ نظر مضمون میں سببِ ایرادِ الحدیث کی تعریف، اہمیت، بنیادی مصادر، عوامل، اور صحابہ کرامؓ سے کیے گئے سوالات کی نوعیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ساتھ ہی مختلف مثالوں کے ذریعے اس علم کی قدر و قیمت کو واضح کرتے ہوئے، عصرِ حاضر کے تناظر میں اس کے مختلف پہلوؤں کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

مبحث اول: سبب ایراد حدیث: تعارف اور اس کے مصادر

سبب ایراد حدیث کا تعارف

اصطلاحِ علومِ حدیث میں ورود حدیث کی طرح ایک اصطلاح ''سبب ایراد الحدیث'' بھی ایک اہم اصطلاح ہے۔ بعض اہلِ علم نے اس کو ''سبب ذکر الحدیث'' کا نام بھی دیا ہے۔امام راغب اصفہانیؒ سبب کا معنی المفردات میں یوں فرماتے ہیں: السبب الحبل الذی یصعد بہ النخل 1 یعنی سبب کا معنی وہ رسی ہے، جس کے ذریعے آدمی کھجور کے درخت پر چڑھ جائے۔اسی طرح ایراد حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حدیث کو کس مقصد اور غرض کے تحت پیش و نقل کیا گیا ہے۔علمائے محدثین کے نزدیک علم اسباب ایراد حدیث کی تعریف یوں ہے: ھو علم یبحث فیہ الدواعی التی حملت الصحابۃ والتابعین علی ذکر حدیث النبی وکیفیۃ الاستفادۃ منہ 2 یعنی سبب ایراد حدیث وہ علم ہے کہ جس میں ان اسباب اور دواعی سے بحث کی جائے جن کے تحت صحابی رسول ﷺ یا تابعی یا تبع تابعی یا دیگر مولفات کے مصنفین حدیث کو نقل کرتے ہیں اور ان سے استفادہ کی کیفیت کا بیان بھی واضح ہو،ایسے اسباب اور وجوہات جو صحابی، تابعی یا تبع تابعی کو حدیث مبارکہ بیان کرنے کا باعث بنے وہ مختلف ہیں:

1۔ صحابی رسول ﷺ کسی مسئلہ میں اپنائے ہوئے مذہب اور موقف کو بیان کرتے ہیں۔

2۔ صحابی رسول ﷺ اس حدیث کے مطلب اور مفہوم سے زیادہ واقف ہیں بنسبت اس شخص کے جس نے یہ حدیث نبی ﷺ سے سنی نہیں ہو۔

3۔ صحابی رسول ﷺ اس حدیث کے مطابق عمل کرنے میں،اس شخص سے زیادہ حریص ہیں، جس نے براہ راست نبی ﷺ سے حدیث نہیں سنی۔

4۔ صحابی رسول ﷺ کے مطلب اور فہم سے حدیث رسول ﷺ کی تاریخ اور زمانہ کا تعین ہو۔

5۔ صحابی رسول ﷺ کا حکم شرعی کی مشروعیت یا اس کی تنسیخ کا زمانہ ذکر کرنا مقصود ہو۔

6۔ صحابی رسول ﷺ کا ناسخ اور منسوخ کی معرفت میں تعین کرانا مقصود ہو۔

7۔ صحابی رسول ﷺ تبلیغ و تعلیم، تربیت، دعوت و ارشاد یا تحریف و جعلسازی اور انحراف کی مخالفت میں بطور ثبوت حدیث رسول ﷺ کو پیش کرتے ہوں۔

سبب ایراد حدیث علوم حدیث سے اخذ کیا ہوا علم ہے۔اس علم کی ہر بحث میں نئی فکر ہے نیا فن نظر آتا ہے جو اس سے پہلے منتشر اور عمومی عبارات میں موجود تھا۔ دور جدید میں اس پر کام کرکے اسے اکھٹا کیا گیا ہے۔اس علم میں قابل توجہ اور اہمیت کی حامل بات یہ ہے کہ اس علم میں احادیث کی روایات پر انحصار کیا گیا ہے اور انہی روایات سے ہی تشریح کی گئی ہے۔اس علم کے فوائد میں ایک یہ بھی ہے کہ اس علم سے ایسے نتائج حاصل ہوتے ہیں جو عام مروجہ نتائج سے مختلف ہیں۔یہ علم تاریخ حدیث میں رجالِ اسند کی جرح و تعدیل کے علاوہ صحابہ کرام،تابعین اور تبع تابعین کے باہمی رشتوں اور تعلقات کو معلوم کرنے اور سمجھنے میں فائدہ دیتا ہے۔ یہ علم صرف روایات بیان کرنے یا ان کو ترتیب دینا ہی نہیں ہے بلکہ ایک تجزیاتی علم بھی ہے، جو ہر حدیث کو اس کی علمی، سماجی اور ذاتی تناظر کی گہرائیوں میں تلاش کرنے کے لئے چھان بین کرتا ہے، تاکہ اس سے جدید نتائج کا حصول ہو۔اس علم کے ذریعے قرون اولی میں حدیث کی تدوین کے مراحل کا اور روایت حدیث میں صحابہ کرام کے مختلف رجحانات کا علم بھی حاصل ہوتا ہے۔

علم سبب ایراد حدیث میں اس سوال کا جواب تلاش کیا جاتا ہے کہ تدوین حدیث سے پہلے ایک حدیث صحابہ کرامؓ سے تابعین تک یا کبار تابعین سے اگلی نسل تک کیسے منتقل ہوئی۔ جبکہ اس وقت روایت حدیث کا نظامی طریقہ اور مشہور کتب حدیث مدون بھی نہیں تھی۔اس علم کی معلومات زیادہ تر احادیث سے اخذ کی گئی ہیں۔چونکہ حدیث کی کتب میں اکثر صحابہ کرامؓ سے تابعین تک ایک حدیث کی منتقلی کا ذکر ملتا ہے۔اور اس علم کے ذریعے سے روایات کا منظم مطالعہ نہ صرف اُس دور کے بارے میں بلکہ روایت حدیث کے حوالے سے بھی اہم معلومات فراہم کرتا ہے۔پہلی صدی ہجری میں صحابہ کرامؓ (یا تابعین) ایک حدیث کو کیوں روایت کرتے تھے اس کی کیفیت، حالات اور ضرورت کیا تھی اس کو، سبب ایراد حدیث کہا جاتا ہے۔

ایراد حدیث کا علم پہلی صدی ہجری میں روایت حدیث کو سمجھنے اور اس علم کی مدد سے اُس دور کی روایت کی ساخت کو بہتر طور پر سمجھا جاسکتاہے۔مثال کے طور پر پہلی صدی ہجری میں احادیث علمی حلقوں کے ساتھ ساتھ حسب ضرورت بیان کی جاتی تھیں، جبکہ تدوین کے بعد احادیث کو بتدریج ایک منظم اور قواعد پر مبنی طریقے سے حلقاتِ درس میں بیان کیا جانے لگا۔دوسرے لفظوں میں، تدوین کے بعد اگر کوئی طالب علم حدیث سننا چاہتا تھا تو اسے ضروری تیاریوں کے ساتھ مجالسِ حدیث میں شریک ہونا پڑتا تھا3، جبکہ تدوین سے پہلے روایت حدیث کی نوعیت مختلف تھی۔

اگرچہ صحابہ کرامؓ کے حوالے سے بہت سے مطالعات موجود ہیں، لیکن " سبب ایراد حدیث" سے جڑے ہوئے بہت مسائل اس فن سے اخذ کیے جاسکتے ہیں۔مثال کے طور پر ، طبقہ تابعین کے راویوں کا صحابہ کرامؓ سے یہ پوچھنا کہ "کیا آپ نے یہ حدیث خود رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے ؟ اس قسم کے کئی سوالات کے جوابات میں صحابہ کرامؓ کے متعلق معلومات " سبب ایراد" کی پیروی سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔اسی طرح روایت حدیث کی نفسیاتی جہت کے ساتھ روایت میں علاقائیت کا عنصر وہ مسائل ہیں جو " سبب ایراد" کی وجہ سے قابلِ توجہ اور سابقہ علم کو تقویت دیتے ہیں۔

سبب ورود حدیث اور سبب ایراد میں فرق

سبب ورود الحدیث خود رسول اللہ ﷺ کا اپنی حیات مبارکہ میں کسی وجہ سے ارشاد بیان کرنے کے اسباب کو ظاہر کرتا ہے۔ جبکہ "ایراد حدیث" سے مراد وہ عوامل ہیں جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ یا تابعین رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حدیث نقل کرتے تھے ،یا وہ وضاحتیں ہیں جو انہوں نے روایت کے وقت پیش کیں۔

OPEN ACCESS
CC BY

قدیم مصادر میں " سبب ایراد حدیث " کی اصطلاح کا ذکر نہیں ملتا، لیکن یہ دیکھا گیا ہے کہ اس مفہوم کو بیان کرنے کے لیے "ذکر القصه کا تعبیر استعمال ہوا ہے۔ جیسے امام ابو داود سجستانیؒ نے سنن ابی داود 4 میں اور امام محمد بن عیسی ترمذیؒ نے سنن ترمذی میں امام احمد بن حنبلؒ "مسند میں " سبب ایراد حدیث " کو " فذکر القصه " سے اختصار کرتے ہیں 5۔یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ نے بعد کی تصانیف میں روایت حدیث کے اسباب بیان کرنے میں بھی یہی اسلوب جاری رکھا ہے۔سیاق و سباق کی اصطلاح کا ایک جامع استعمال اس شکل میں کیا جاتا ہے جو " سبب ایراد حدیث " کا احاطہ کرتا ہے 6عصر قدیم میں اگر چہ "سبب ایراد حدیث " اپنے اس خاص مفہوم میں مستعمل نہیں تھا، تو بھی مصادر میں ایسے الفاظ ملتے ہیں جو روایت حدیث کے اسباب بیان کرنے کے لیے استعمال ہوئے ہیں ، جیسا کہ "سبب التحدیث "7 اور " سبب قول فلان "8 و غیرہ۔9عصر حاضر میں محققین احادیث کی روایت کے اسباب بیان کرنے کے لیے مختلف اصطلاحات استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ عالم عرب میں نزار الریان 10 " سبب ایراد حدیث " کی اصطلاح استعمال کرتے ہیں 11 جبکہ معاصر علماء میں سے محمد بن محمد بن ابو شھبہؒ 12" سبب ذکر الحدیث " استعمال کرنے کو ترجیح دیتے ہیں 13۔جبکہ " سبب روایۃ الحدیث " کی ترکیب بھی اسی معنی و مفہوم میں استعمال ہوتی ہے۔

عصر قدیم میں ابن حمزہؒ الحسینی 14 (ت 1120/1708) کو اسباب ورود الحدیث پر ایک ضخیم کتاب لکھنے کا اعزاز حاصل ہے۔انہوں نے صحابہ کرامؓ کی روایت حدیث کے اسباب کی موجودگی کی طرف توجہ دی ہے ، تاہم اس کے لیے کوئی نئی اصطلاح استعمال کرنے کے بجائے "اسباب ورود الحدیث" کی اصطلاح کو وسعت دینے کو ترجیح دی ہے۔امام بلقینی 15 (ت 805/1403) نے " اسباب ورود الحدیث " کو مصطلحات حدیث میں شامل کیا ہے۔ابن حمزہؒ نے آپ کی تحقیق کو خلاصہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں:"یأتي سبب الحدیث تارة في عصر النبوة وتارة بعدها وتارة یأتي بالأمرین"یعنی سبب حدیث کا تعلق کبھی عہد نبوی ﷺ سے، کبھی بعد کے دور سے، اور کبھی دونوں سے ہوتا ہے 16۔آخری قسم کی وضاحت کے لیے حضرت علیؓ (ت 40/661) کا حضرت فاطمہؓ (ت 11/632) کے ہوتے ہوئے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کی خواہش کا اظہار بطور مثال ذکر کیا گیا ہے۔اس واقعے کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت فاطمہؓ میری ذات کا ایک حصہ ہے ؟ اگر حضرت علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے، تو پہلے اسے حضرت فاطمہؓ کو طلاق دینی ہوگی۔اس روایت کو مسور بن مخرمہؓ (ت 64/683) نے ساٹھ سال بعد زین العابدینؒ (ت 94/712) اور ان کے ساتھ موجود دیگر اہل بیت کو کربلا (61/680) سے مدینہ واپسی پر تسلی کے لیے بیان کیا تھا 17۔ابن حمزہ کے مطابق، اس روایت کو بھی " اسباب ورود الحدیث " کے تناظر میں لیا جا سکتا ہے 18۔ابن حمزہؒ نے اس رائے کو ابن ناصر الدین الدمشقی 19ؒ (ت 842 / 1425) کی مذکورہ بالا حدیث پر لکھی گئی کتاب سے منسوب کیا ہے 20۔تاہم، مذکورہ بالا معاصر مصنفین نے اس تقسیم پر اعتراض کیا ہے۔وہ اس واقعے کو جس کی وجہ سے رسول ﷺ نے کوئی ارشاد فرمایا ہو ، " اسباب ورود الحدیث " سے اور صحابہ کرامؓ کے دور میں روایت حدیث کے سبب کو سبب ایراد حدیث سے یا دوسری اپنی پسند کی اصطلاحات سے ذکر کرتے ہیں 21۔

مذکورہ بالا اصطلاحات سے معلوم ہوتا ہے کہ " سبب ایراد حدیث " کی اصطلاح دراصل " سبب ورود الحدیث " کی اصطلاح سے نکلی ہے۔یہ بھی ایک اہم مسئلہ ہے کہ " سبب ایراد حدیث کا دور کب شروع ہوا اور کب تک چلا ؟" سبب ایراد حدیث " کی تعریف میں "رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد " اس کے نقطہ آغاز کو ظاہر کرتی ہے 22۔اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جن اسباب روایت الحدیث کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی زندگی سے ہے ، وہ اس اصطلاح (سبب ایراد حدیث) سے خارج ہیں، اور جن کا تعلق رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کے دور سے ہے ، وہ اس میں شامل ہیں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر ایک صحابی نے عہد نبوی ﷺ میں بھی مختلف اسباب کی وجہ سے کوئی حدیث روایت کی ہو، تو اسے بھی " سبب ایراد حدیث " میں شامل کیا جا سکتا ہے۔"سبب ایراد حدیث" کے دور کے آغاز کی طرح انتہا کے تعین میں بھی بعض محققین نے صحابہ کرامؓ کا طبقہ بنیاد قرار دیا ہے۔23

یہ ظاہری طور پر معقول اور درست بات معلوم ہوتی ہے کہ سبب ایراد حدیث کے دور کا آغاز رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد ہوا اور اس کا اختتام صحابہ کرامؓ کے دور پر ہوا۔ لیکن اس میں کچھ مشکلات ہیں، کیونکہ قبول عام کے مطابق صحابہ کرامؓ کا دور 110 ہجری میں ختم ہوا، جو کہ ایک طویل عرصہ ہے۔اس دوران صحابہ کرامؓ کے علاوہ بہت سے کبار اور متوسط درجے کے تابعین بھی بقید حیات تھے اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہم عصر ہونے کی وجہ سے اسباب روایت الحدیث میں ان کا رویہ اور رجحان بھی یکساں تھا۔جبکہ بعض محققین نے "سبب ایراد حدیث " کے دور کی آخری حد کا تعین کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ کے طبقے کے بجائے تابعین کا طبقہ بنیاد قرار دیا ہے 24۔اسباب روایت الحدیث میں مذکورہ مماثلت تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی ہو سکتی ہے، اس وجہ سے " سبب ایراد حدیث" کے دور کو پہلی صدی ہجری تک محدود نہیں رکھا جا سکتا ہے۔

سبب ایراد حدیث کے مصادر

ایرادِ حدیث کے مصادر دو طرح کے ہو سکتے ہیں، جن کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

1۔بنیادی مصادر

اس علم کے مصادر میں کتب صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبلؒ اور حدیث کی دیگر امہات کتب بنیادی مصادر ہو سکتے ہیں۔سبب ایراد حدیث عموماً احادیث کے ابتدائی حصے میں موجود ہوتا ہے، اس لیے بنیادی مآخذ خود متون حدیث ہی ہیں۔لیکن چونکہ احادیث کی کتابیں کافی بڑی ہیں اور ہر ایک مختلف خصوصیات کی حامل ہے۔امام بخاریؒ کی الجامع الصحیح اور کتب سنن میں سبب ایراد حدیث اختصار سے دیکھنے کو ملتا ہے۔لیکن اگر حدیث کی متون مشہورہ میں کسی حدیث کا سبب ایراد موجود نہ ہو تو دوسری کسی مستند کتب حدیث میں مل سکتا ہے۔یہ بھی ممکن ہے کہ ایک سند میں سببِ "ایراد حدیث " موجود نہ ہو جبکہ دوسرے میں ہو۔مثال کے طور پر ، ابو سعید الخدریؓ (ت 74/693) کا واقعہ ہے کہ ایک بار جمعہ کی نماز کے

OPEN ACCESS

بعد وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ایک نوجوان آگے سے گزرنا چاہ رہا تھا۔ابو سعید الخدری ؓ نے اسے روکا ، اور جب نوجوان نے اصرار کیا تو ابو سعید الخدری ؓ نے اسے مزید سختی سے روکا۔آخر کار ، یہ معاملہ مدینہ کے گورنر مروان بن حکم (ت 65/685) کے دربار میں پہنچا، جو کہ کتب احادیث میں مذکور ہے25۔ تاہم، مسند احمد میں صرف مرفوع حصہ موجود ہے اور باقی کا ذکر نہیں کیا گیا۔ابو سعید الخدری ؓ نے اس واقعے کے آخر میں رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔«إِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ إِلَى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَجْتَازَ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَشَيْطَانٌ» علامہ عینیؒ کے مطابق، نوجوان لڑکا جو دوران نماز ابو سعید الخدری ؓ کے سامنے سے گزر رہا تھا، مروان بن حکیم کا بیٹا تھا26۔یہ بات اس بات کو سمجھنے میں مدد دیتی ہے کہ معاملہ اتنی جلدی سے گورنر کے پاس کیسے اور کیوں پہنچا۔اس روایت میں ایک حصہ مسند احمد میں ذکر ہوا ہے اور دوسرا حصہ صحیح بخاری میں تفصیل سے ذکر ہے27۔

اس طرح دوسری مثال میں مسند امام احمد میں عبد الرحمن بن شماسہ المھری ؒ کی سند سے حضرت عائشہ ؓ کی روایت ہے، جس میں وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: «اللهُمَّ مَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا، فَشَقَّ عَلَيْهِمْ، فَاشْقُقْ عَلَيْهِ، وَمَنْ وَلِيَ مِنْ أَمْرِ أُمَّتِي شَيْئًا، فَرَفَقَ بِهِمْ، فَارْفَق به» 28 اس دعا کا سبب ایرادا یہ بیان کیا گیا ہے کہ عبد الرحمن بن شماسہ المھری ؒ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضرت عائشہ ؓ کے پاس گیا تو آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں مصر سے ہوں۔اس کے بعد امام احمد بن حنبلؒ نے "ذکر القصة" لکھا، البتہ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ قصہ کیا ہے۔لیکن امام مسلمؒ (ت 261/875) نے اس قصے کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عائشہ ؓ کو پتہ چلا کہ عبد الرحمن بن شماسہ المصریؒ ہے ، تو لوگوں کے ساتھ سلوک کے بارے میں پوچھا۔عبد الرحمن بن شماسہؒ نے جواب دیا کہ ہمیں ان لوگوں کی طرف سے کوئی برائی نہیں دیکھی ؛ اگر ہمارے میں سے کسی کا اونٹ مر جائے تو وہ ہمیں دوسرا اونٹ دیتا ہے ، غلام مر جائے تو غلام دیتا ہے ، اور مالی تعاون کی ضرورت ہو تو مالی مدد فراہم کرتا ہے۔اس پر حضرت عائشہ ؓ نے فرمایا کہ اس نے میرے بھائی محمد بن ابی بکرؓ کو قتل کیا ہے، لیکن اس کا یہ فعل مجھے اس حدیث کو بیان کرنے سے نہیں روکتا جو میں نے اپنے گھر میں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔پھر عائشہ ؓ نے وہی دعا والی حدیث بیان کی29

2۔ثانوی مصادر

سبب ایر ادحدیث ایک مستقل موضوع کے طور پر قدیم مصادر میں موجود نہیں ہے، اس لیے اس پر کوئی مستقل کتاب بھی نہیں لکھی گئی ہے۔اگر چہ اس موضوع پر جتنا کام ہوا ہے ، وہ مختلف ناموں سے موجود ہے، لیکن یہ کام بالکل نیا ہے۔اس موضوع پر سب سے پہلا کام کرنے اور اس وجہ سے شہرت حاصل کرنے والا شخص معاصر فلسطینی محدث "نزار الریان " ہیں۔آپ نے اس موضوع پر " اسباب ورود الحدیث النبوی وایرادہ" کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا ہے۔اور ان میں سبب ایراد حدیث" کی تعریف اور ضروری معلومات کا احاطہ کیا ہے۔اس کے علاوہ، آپ نے " صحیح مسلم " پر امداد المنعم" کے نام سے شرح لکھی ہے، جس میں احادیث کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہوئے " سببِ ایرادِ حدیث " کے ذیلی عنوان پر بھی روشنی ڈالی ہے۔اس کے بعد ، ان کے بھائی عبد اللطیف الریان نے اپنے ڈاکٹریٹ کے مقالے "سبب ایراد حدیث" میں کتب ستہ کے سبب ایراد والی احادیث کو مرتب کر کے درجہ بندی کی ہے۔حال ہی میں اسماء ابراہیم نے اردن میں سبب ایراد الصحابی الحدیث کے عنوان سے ڈاکٹریٹ کا مقالہ لکھا ہے، وہ بھی ایک اہم کام ہے۔اسی طرح جراح محمد جراح، محمد سعید علی، اور عمر عبد اللہ یوسف کا علمی مقالہ" علم اسباب ايراد الحديث النبوي في زمن النبوة وبعد موته" بھی قابل ذکر تحقیقی کام ہے۔

اسی طرح ترکیہ سے تعلق رکھنے والے محقق ڈاکٹر بکر قوزو دشلی نے "اسباب ایراد الحدیث" کے نام سے ترکش زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔جس کا عربی ترجمہ استنبول سے نصر اللہ عبدہ نے کیا ہے اور اردو ترجمہ پاکستان کے نامور محقق ڈاکٹر عالم خان نے کیا ہے۔مذکورہ بالا تمام مقالات میں بعض اہم مشترک نکات بھی ہیں۔یہی مقالات اور کتب اس علم کے ثانوی مصادر ہیں۔

صحابہ کرام کا روایتِ حدیث کے اسباب وعوامل

ایسے محرکات اور عوامل جن کی وجہ سے حضرات صحابہ کرامؓ نے روایات کو بیان کیا، اسی کو حدیث کا سبب ایراد کہا جاتا ہے اور یہ محرکات، عوامل اور اسباب مختلف ہیں جن کی وجہ سے صحابہ کرامؓ نے مختلف ذمہ داریوں، کیفیات اور حالات میں احادیث کو بیان کیا۔اسباب ایراد حدیث کے جائزے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ روایت بیان کرتے ہوئے بہت احتیاط کرتے تھے جیسا کہ ابن عمرؓ۔وہ صرف ضرورت کے مطابق روایت بیان کرتے تھے30 اور بعض صحابہ کرامؓ تعلیم اور تعلم کے لئے روایت بیان کرتے تھے جیسا کہ ابو ھریرہؓ 31 وغیرہ۔اس مقالے کے اندر مختصر چندوہ عوامل اور محرکات کو بیان کیے گئے ہیں جو صحابہ کرامؓ کی روایت حدیث کا باعث بنے ہیں۔

1-انتظامی فرائض اور روایت حدیث کی ضرورت

پہلی صدی ہجری میں مجالس القضاء نے روایت حدیث میں اہم کردار ادا کیا۔صحابہ کرامؓ میں ایسے حضرات جو انتظامی عہدوں پر فائز رہے ہیں، انہوں نے اپنے فرائض کی وجہ سے بہت سی احادیث روایت کیں۔دوسرے لفظوں میں، انتظامی عہدوں پر فائز حضرات احادیث روایت کرتے تھے یا یہ عہدے حدیث روایت کرنے کا سبب بنتے تھے۔ عوام الناس اپنے مسائل خلیفہ وقت یا قاضی کے پاس لے جاتے اور خلیفہ یا قاضی فیصلے سناتے ، تو ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ فیصلے احادیث رسول ﷺ کی روشنی میں ہوں۔اس لیے وہ خود بھی احادیث بیان کرتے تھے اور کبھی کبھار مجلس میں موجود صحابہ کرامؓ یا جن سے خلیفہ یا قاضی مشورہ طلب کرتا، وہ بھی احادیث رسول ﷺ کو روایت کرتے تھے۔اگر چہ وہاں حاضرین کا ہدف روایت حدیث نہیں ہوتا تھا، لیکن ان فیصلوں کی وجہ سے صحابہ کرامؓ سے احادیث رسول ﷺ اگلی نسلوں تک

CC BY

منتقل ہو جاتی تھیں۔ مثال کے طور پر خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیقؓ سے حضرت فاطمہؓ کا رسول اللہ ﷺ کی وراثت کا مطالبہ کرنا اور اس تناظر میں حضرت ابو بکرؓ کا حدیث کو بیان کرنا۔ صحیح بخاری میں حدیث کو روایت کیا گیا ہے۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی اور انہیں ام المؤمنین عائشہؓ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سے مطالبہ کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ سے انہیں ان کی میراث کا حصہ دلایا جائے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مال فئے کی صورت میں دیا تھا (جیسے فدک وغیرہ) ۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت فاطمہؓ سے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی حیات میں) فرمایا تھا کہ ہمارا (گروہ انبیاء علیہم السلام کا) ورثہ تقسیم نہیں ہوتا' ہمارا ترکہ صدقہ ہوتا ہے۔32 اس روایت میں حضرت فاطمہؓ کا خلیفہ وقت حضرت ابو بکرؓ سے سوال کرنا اور اس کے تناظر میں حضرت ابو بکرؓ کا حدیث کو بیان کرنا۔ یہ واقعہ اس حدیث کا سبب ایراد ہے۔

2- ظہور فتن اور فکری مباحث میں روایتِ حدیث کی ضرورت

پہلی صدی ہجری میں جو فتنے رونما ہوئے ان میں راہنمائی فراہم کرنے کے لیے حضرات صحابہ نے کثیر تعداد میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو بیان فرمایا، خصوصاً ایسے صحابہ کرامؓ جو ان واقعات میں موجود تھے۔ اس سلسلے میں ان سے مختلف اوقات میں صحیح جہت کا تعین کرنے کے لیے سوال پوچھے گئے تھے، تو راہنمائی فراہم کرنے کے لیے صحابہ کرامؓ نے احادیثِ رسول اللہ ﷺ کو بیان کیا ہے۔ پہلی صدی ہجری میں وقوع پذیر واقعات ، جیسے حضرت عثمانؓ کی شہادت، صفین، جمل، خوارج کے ساتھ لڑائیاں اور عبد اللہ بن الزبیرؓ کے عہد خلافت میں اٹھنے والے فتنوں نے معاشرت میں غم و غصہ پیدا کیا۔ ان فتنوں کی وجہ سے بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر احنف بن قیسؒ نے فرمایا کہ میں ان صاحب (علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ) کی جنگ جمل میں مدد کے لیے تیار تھا کہ حضرت ابو بکرہؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا کہ ان صاحب کی مدد کے لیے جانا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ واپس چلے جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ جب دو مسلمان تلوار کھینچ کر ایک دوسرے سے بھڑ جائیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ایک تو قاتل تھا لیکن مقتول کو سزا کیوں ملے گی؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی اپنے قاتل کے قتل پر آمادہ تھا۔33 اس روایت میں اخنف بن قیسؒ کا حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ میں شریک ہونا اور حضرت ابو بکرہؓ سے ملاقات کا کرنا اس حدیث کا سبب ایراد ہے۔ جس کے تناظر میں حدیث سے راہنمائی لی گئی ہے۔

3- سبب ایراد حدیث پر سوالات اور پیش آمدہ واقعات کا اثر

تابعین میں بعض اہل علم تعلیم و تعلم میں دلچسپی رکھتے تھے، اس لیے ان کے ذہنوں میں کسی موضوع کے متعلق جو سوالات ہوتے تھے، وہ صحابہ کرامؓ کی مجالس میں شرکت کرتے اور ان سے ایک ہی یا مختلف مجالس میں اس موضوع پر سوالات کرتے۔ اس قسم کے سوالات کو نیم نظامی سوالات کہا جاتا ہے۔ دوسری طرف، بعض تابعین نے حصول علم کی غرض سے نہیں، بلکہ کسی پیش آمدہ واقعے یا ذہن میں موجود اشکالات کی بنا پر سوالات پوچھے۔ یہ ضرورت سوالات کا بنیاد بنا اور یہی پوچھے گئے سوالات اور واقعات ایرادِ حدیث کے سبب بنے ہیں۔

جب صحابہ کرامؓ سے پوچھے گئے سوالات کو دیکھا جائے تو ان میں فقہی مسائل سے لے کر روز مرہ کی زندگی تک کے سوالات شامل ہیں۔ صحابہ کرام سے جب کسی مسئلے کے بارے میں پوچھا جاتا تو ان کا طریقہ یہ تھا کہ وہ جواب میں حدیث الرسول ﷺ کو تفصیل کے ساتھ بیان کرتے تھے ، اور کبھی پوری حدیث کے بجائے صرف وہ حصہ بیان کرتے جو مسئلے کے ساتھ متعلق ہوتا۔ پوری حدیث کو بیان کرنے کا فائدہ یہ ہوتا تھا کہ سائل کو نہ صرف اپنے سوال کا جواب مل جاتا بلکہ حدیث کو روایت کرنے کا موقع بھی مل جاتا۔ سوال کے جواب میں پوری حدیث کو بیان کرنا ہی صحابہ کرامؓ کا طرہ امتیاز تھا34۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

بعض اوقات حضرات تابعین صحابہ کرامؓ سے حصول علم یا کسی مسئلے کے حل یا حدیث کو سننے کے شوق میں سوالات کرتے تھے۔ اس کی عملی اور توضیحی مثال اسباب ایراد میں حضرت ابو بکرؓ کا واقعہ ہجرت بیان کرنا ہے۔ براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے میرے والد مکرم سے تیرہ در ہم کے عوض ایک زین خریدی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ نے میرے والد عازبؓ کو فرمایا: "براءؓ کو کہہ دینا کہ میرے گھر چھوڑ آئے"۔ میرے والد نے انکار کیا کہ جب تک آپ مجھے یہ نہیں بتاؤ گے کہ آپ نے اس وقت کیا کیا تھا جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے نکلے تھے اور آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ، اس وقت تک براءؓ زین کو آپ کے گھر چھوڑنے نہیں آئے گا۔ یہ سنتے ہی ابو بکر صدیقؓ نے میرے والد کو تفصیل کے ساتھ واقعہ ہجرت بیان کیا35۔

اس سے ملتی جلتی مثال حضرت حمزہؓ کی شہادت والی روایت بھی ہے۔ حمزہؓ کو غزوہ احد میں وحشی بن حربؓ (ت 23/644) نے شہید کیا تھا۔ حضرت جعفر بن عمر و الضمریؒ روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا دوست عبید اللہ بن عدیؒ شام جارہے تھے۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ رستے میں وحشی بن حربؓ سے ملیں گے، جو حمص میں رہائش پذیر ہیں، اور ان سے حمزہؓ کی شہادت کے بارے میں پوچھیں گے۔ جب ہم نے وحشی بن حربؓ سے سوال کیا، تو انہوں نے تفصیل کے ساتھ اس واقعے کو بیان کیا۔ واضح رہے کہ انہوں نے مسیلمہ کذاب (ت 12/633) کے قتل کا واقعہ بھی بیان کیا اور اسے حضرت حمزہؓ کی شہادت کا کفارہ قرار دیا36۔

اسی طرح عبد اللہ بن محرزؒ کا مکہ میں مؤذن رسول ﷺ ابو محذورہؓ (ت 59/678-679) سے سوال کرنا بھی اسی معنی کا حامل ہے۔ روایات میں ہے کہ عبد اللہ بن محرزؒ ابو محذورہؓ کے زیر تربیت کافی عرصہ رہے تھے۔ جب وہ شام جانے کی تیاری کر رہے تھے، تو انہوں نے ابو محذورہؓ سے درخواست کی کہ " چچا، میں شام جا رہا

CC BY

ہوں، شاید لوگ مجھ سے آپ کی اذان دینے کے بارے میں پوچھیں گے ، اس لیے آپ مجھے بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ نے آپکو کیسے اذان سکھائی؟" ابو محذورہؓ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں کیسے اذان سکھائی37۔

4-طرز سوالات پر مبنی مختلف انواع

تابعین نے صحابہ کرامؓ سے مختلف مسائل، خاص طور پر فقہی مسائل کے بارے میں سوالات کیے ہیں۔تاہم، یہ بات قابل ذکر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ ان سوالات کی نوعیت میں بھی تبدیلی نظر آتی ہے۔بالفاظ دیگر ، جب صغار صحابہ کرامؓ، خصوصاً ساٹھ (60) ہجری کے بعد ، سے سوالات کیے جاتے تھے ،تو فقہی مسائل کے علاوہ یہ بھی کثرت سے پوچھا جاتا تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث سنائیں "، " آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کونسی بشارت سنی ہے ؟" یا " آپ کو رسول اللہ ﷺ سے کیا یا د ہے ؟

اگر سوالات پر غور کیا جائے تو یہ عین ممکن ہے کہ اس نوعیت کے سوالات اس سے پہلے بھی پوچھے گئے ہوں، لیکن ان سوالات کی نوعیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تابعین نہ صرف شرعی مسائل پر صحابہ کرام کا موقف جاننا چاہتے تھے بلکہ وہ ان صحابہ کرام کے ساتھ گزرے ہوئے لمحات اور رسول اللہ ﷺ کی یاداشتوں کو بھی جاننے کے لیے بے تاب تھے۔مثال کے طور پر نوفل بن مسعودؒ جو مقلینؒ رواۃ میں سے ہیں، حضرت انس بن مالکؓ سے ایک حدیث نقل کرتے ہوئے سبب ایراد میں فرماتے ہیں۔ہم انس بن مالکؓ کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ جو حدیث آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، ہمیں بیان کریں۔انس بن مالکؓ نے ہمارے اس مطالبے پر ایک مرفوع حدیث روایت کی اور فرمایا: "تین خصلتیں ایسی ہیں کہ اگر یہ کسی شخص میں موجود ہوں تو آگ اسے نہیں چھو سکتی38۔"

5۔عبادات، روز مرہ کے معاملات اور روایتِ حدیث کے اسباب

ا- عبادات اور روایت حدیث

صحابہ کرام کی عبادات نے روایت حدیث کے لیے زمین ہموار کی تھی۔کیونکہ بعض صحابہ کرامؓ جب کسی عبادت کے بارے میں بتاتے تھے تو حوالہ حدیث الرسول ﷺ پر دیتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح کرتے تھے۔اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کی رغبت عبادت اور اس کے سکھانے کا روایت حدیث پر کافی اثر رہا ہے۔یہ ایک بدیہی بات ہے کہ جب صحابہ کرامؓ روز مرہ کی عبادات کرتے تھے، جنہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سیکھے تھے، تو یہ روایت حدیث کا ایک سبب بن جاتا تھا۔

2-اصلاح عبادات، سبب روایتِ حدیث

کئی احادیث کے سبب ورود سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے جو اہل علم تھے ، انہوں نے جب دیگر صحابہ کرامؓ یا تابعین کے طبقے سے تعلق رکھنے والے افراد کی عبادات میں کوئی غلطی دیکھی تو اس کی اصلاح کی ، جس سے روایت حدیث کے لیے زمین ہموار ہوئی۔اس کی مثال حضرت عائشہؓ اور ان کے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکرؓ کے درمیان پیش آنے والے واقعے سے دی جا سکتی ہے۔روایت کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ عبد الرحمنؓ ، حضرت عائشہؓ کی موجودگی میں وضو کر رہے تھے، حضرت عائشہؓ نے دیکھا کہ عبد الرحمنؓ وضو صحیح طریقے سے نہیں کر رہے، تو فرمایا: "عبد الرحمنؓ؟ اچھی طرح اور مکمل وضو کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایڑیوں کے لیے جہنم کی آگ سے ہلاکت ہے۔39 "

3-سبب روایت حدیث اور روز مرہ کے واقعات

روز مرہ رونما ہونے والے واقعات میں صحابہ کرام مختلف مسائل کے حل اور مخاطب کی صحیح رہنمائی کے لیے احادیث روایت کرتے تھے۔یہ احادیث صحابہ کرام کے طبقے سے تابعین تک منتقل ہوئیں۔ اس کی متعدد مثالیں موجود ہیں۔اگر اسباب ایراد الحدیث کا جائزہ لیا جائے تو کئی ایسی احادیث ملتی ہیں جنہیں پہلی صدی ہجری کے روز مرہ کے واقعات میں بیان کیا گیا ہے۔مثال کے طور پر ابو موسیٰ اشعریؓ کی روایت ہے جو انہوں نے مرغی نہ کھانے والے شخص کو بیان کی تھی روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعریؓ مرغ کا ناشتہ کر رہے تھے اور مجلس میں ایک اور صاحب بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ابو موسیٰ اشعریؓ نے انہیں بھی کھانے پر بلایا تو ان صاحب نے کہا کہ جب سے میں نے مرغیوں کو گندی چیزیں کھاتے دیکھا ہے مجھے اس کے گوشت سے گھن آنے لگی ہے۔ابو موسیٰؓ نے فرمایا: "آؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس کا گوشت کھاتے دیکھا ہے۔"ان صاحب نے کہا کہ لیکن میں نے اس کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھا رکھی ہے۔ابو موسیٰؓ نے کہا: "تم آؤ تو جاؤ میں تمہیں تمہاری قسم کے بارے میں بھی بتادوں گا۔" پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا کہ جب میں کوئی قسم کھاتا ہوں اور پھر دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے، تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے40۔

سبب ایراد کی صورتیں اور روایتِ حدیث

روایت حدیث میں سبب ایراد کی مختلف اسباب اور عوامل بھی پوشیدہ ہوتے ہیں۔بعض دفعہ سوال پوچھنے پر حدیث بیان کی جاتی تھی بعض دفعہ کسی صحابی کی موجودگی میں کوئی واقعہ ایسا ہوتا ہے جس کی وجہ سے حدیث بیان کی جاتی تھی۔بعض دفعہ حالات ایسے ہوتے ہیں جس کے تناظر میں حدیث کو بیان کیا جاتا تھا۔لہذا حدیث کے سبب ایراد میں مختلف صورتیں اور مختلف انداز ہیں جن کی وجہ سے حدیث کو روایت کیا جاتا تھا۔حضراتِ صحابہ کرام کے مختلف الطبائع ہونے کے باعث روایت حدیث کے اسباب اور انداز بھی مختلف ملتے ہیں، جن کی کچھ تفصیل درج ذیل ہیں:

اول: صحابیؓ کا صحابیؓ سے روایت اور سبب ایراد

1۔ سبب ایراد کی پہلی صورت ایک صحابی دوسرے صحابی سے کوئی سوال پوچھتے ہیں اور اس کے جواب میں صحابی رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان فرماتے ہیں جیسے صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کی روایت بیان ہوئی ہے۔اس روایت میں ابن عباسؓ کسی بات کو معلوم کرنے کے لئے حضرت عمرؓ سے سوال کرتے ہیں اور جواب میں حضرت عمرؓ پورا واقعہ بیان کرتے ہیں یعنی حدیث کے سبب ایراد میں دو صحابہ شامل ہیں۔

صحابیؓ کا صحابیؓ سے روایت حدیث

عبید اللہ بن عبد اللہ ابن ابی ثورؒ نقل کرتے ہیں، وہ عبد اللہ بن عباسؓ سے، وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں اطراف مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن زید میں رہتے تھے جو مدینہ کے (پورب کی طرف)بلند گاؤں میں سے ہے۔ہم دونوں باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت شریف میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ایک دن وہ آتا،ایک دن میں آتا۔جس دن میں آتا اس دن کی وحی کی اور (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمودہ) دیگر باتوں کی اس کو میں خبر دے دیتا تھا اور جب وہ آتا تھا تو وہ بھی اسی طرح کرتا۔تو ایک دن وہ میرا انصاری ساتھی اپنی باری کے روز حاضر خدمت ہوا (جب واپس آیا) تو اس نے میرا دروازہ بہت زور سے کھٹکھٹایا اور (میرے بارے میں پوچھا کہ) کیا عمر یہاں ہیں؟ میں گھبرا کر اس کے پاس آیا۔وہ کہنے لگا کہ ایک بڑا معاملہ پیش آ گیا ہے۔ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے)پھر میں (اپنی بیٹی) حفصہؓ کے پاس گیا،وہ رو رہی تھی۔میں نے پوچھا،کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق دے دی ہے؟ وہ کہنے لگی میں نہیں جانتی۔پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔میں نے کھڑے کھڑے کہا کہ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ (یہ افواہ غلط ہے) تب میں نے (تعجب سے) کہا «اللہ اکبر» اللہ بہت بڑا ہے۔41

حدیث مبارکہ کا سبب ایراد

حدیث مبارکہ کا سبب ایراد ایک واقعہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے درمیان پیش آیا تھا۔اس واقعے میں ابن عباسؓ نے غالباً حضرت عمرؓ کے ناپسندیدہ سمجھے جانے والے واقعے کے بارے میں اور اس کے پس منظر کے بارے میں سوال کیا ابن عباسؓ نے اس واقعے کو یوں روایت کیا؛ مجھے بڑی خواہش تھی کہ عمر فاروقؓ سے رسول اللہ ﷺ کی ان دو ازواج مطہرات کے بارے میں سوال کروں،جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے:إِن تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا42۔

" اگر تم دونوں توبہ کرلو تو اچھا ہے کیونکہ تمہارے دل ٹیڑھے ہو چکے ہیں۔لیکن ہمت نہیں ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ عمر فاروقؓ حج کے لیے تشریف لے گئے، میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ راستے میں عمر فاروقؓ لوگوں سے الگ ہو کر چلنے لگے، میں بھی پانی کا برتن لے کر ان کے پیچھے چلا گیا۔

انہوں نے اپنی طبعی ضرورت پوری کی اور جب واپس آئے تو میں نے ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالا اور حضرت عمرؓ وضو کرنے لگے۔ اس دوران مجھے موقع مناسب معلوم ہوا، اس لیے میں نے پوچھ ہی لیا کہ اے امیر المومنین "رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے وہ دو عورتیں کون تھیں جن کے بارے میں اللہ تعالی نے یہ فرمایا ہے کہ اگر تم توبہ کرلو تو اچھا ہے؟حضرت عمرؓ نے فرمایا :ابن عباسؓ ! حیرت کی بات ہے کہ تمہیں یہ بات معلوم نہیں، وہ دونوں حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ تھیں43۔

اس قصے کے تسلسل میں حضرت عمرؓ نے اپنے ایک پڑوسی کے ساتھ باری باری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کرنے کا تذکرہ کیا ہے۔اسی طرح، مکی اور مدنی دور میں انصار و مہاجرین کی اپنی بیویوں کے ساتھ تعلقات، بنو غسان کی مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاریوں، اپنی بیٹی حفصہؓ کو رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگنے سے روکنے کی نصیحت کرنا، اور رسول اللہ ﷺ کا اپنی

ازواج مطہرات سے ایک مہینے کے لیے علیحدہ ہونا اور اسی دوران پیش آنے والے کئی واقعات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔44

دوم:تابعی کا صحابیؓ سے روایتِ حدیث اور سبب ایراد

2۔سبب ایراد کی دوسری صورت ایک تابعی صحابی سے سوال پوچھتے ہیں یا تابعی کے ساتھ کوئی مسئلہ پیش آتا ہے اور اس مسئلے کے حل کے لئے یا سوال کے جواب میں صحابی رسول ﷺ کی حدیث بیان فرماتے ہیں،اس کی مثال درج ذیل واقعہ ہے:

اسود بن یزیدؒ نے کہا کہ میں نے عائشہؓ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟آپ نے بتلایا کہ نبی کریم ﷺ اپنے گھر کے کام کاج یعنی اپنے گھر والوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً (کام کاج چھوڑ کر) نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔45

حدیث مبارکہ کا سبب ایراد

حضرت اسود بن یزیدؒ نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کے گھریلو معمولات معلوم کرنے کے لئے سوال پوچھا اور حضرت عائشہؓ نے ان کے سوال کے جواب میں روایت بیان کی۔اس حدیث مبارکہ کے مختلف سبب ایراد ہیں:

1۔سوال پوچھنے کی غرض یہ تھی کہ ممکن ہے رسول اللہ ﷺ کے کام اللہ تعالی کی طرف سے خود بخود معجزاتی طور پر ہو جاتے ہوں گے۔اس کی دلیل ابن حجرؒ نے فتح الباری میں روایت بیان کی ہے کہ حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ کے گھریلو معمولات کو بیان فرماتی ہیں۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام انسانوں جیسے ایک انسان تھے،اپنے کپڑوں کو سی لیتے، بکری کا دودھ نکالتے اور اپنے کام کرتے تھے۔46

OPEN ACCESS
CC BY

2 ۔بعض صحابہ کرامؓ کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کام صرف اور صرف عبادت ہی ہے اور گھر میں بھی داخل ہوتے ہی مصلی ڈال کر صرف عبادت ہی کرتے ہیں اس پر انہوں نے سوال بھی پوچھا اور جب گھر کے معمولات اور عبادت کے اوقات معلوم ہوئے تو یہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصیت سمجھی کہ رسول اللہ تو معصوم ہیں ان کو اعمال کی اتنی ضرورت نہیں ہے اور اپنے لئے عبادت کرنے کا زیادہ سوچا جس پر رسول اللہ نے ان کی رہنمائی فرمائی۔اس کی دلیل صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔

تین صحابہ کرامؓ ازواج مطہراتؓ میں سے ایک زوجہ مطہرہؓ کے گھر تشریف لائے اور آپؐ کے احوال کے بارے میں معلوم کیا، جب ان کے سامنے آپؐ کی عبادات کے احوال کو بیان کیا گیا تو انہوں نے آپؐ کی عبادت کو کچھ کم خیال کیا، پھر کہنے لگے: ہمیں نبی کریم ﷺ سے کیا نسبت؟ آپ کے تو اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔اب تینوں میں سے ایک نے کہا: میں تو اب ہمیشہ رات بھر نماز پڑھوں گا۔دوسرے نے کہا: میں تو ہمیشہ روزہ رکھا کروں گا اور کبھی بھی نہیں چھوڑوں گا۔ تیسرے نے کہا: میں تو کبھی شادی نہیں کروں گا۔رسول اللہ ﷺ کو علم ہوا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے ایسی ایسی بات کہی ہے؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالی کے حقوق کی نگہداشت کرنے والا ہوں، مگر میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور پھر آپ نے فرمایا: واتزوج النساء، فمن رغب عن سنتي فليس مني" میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے نہیں ہے۔47

عرب معاشرے میں مردوں کا گھر کے کام کاج کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا اور اس کام کے لئے غلام اور لونڈیاں بھی موجود ہوتی تھی تو سوال پوچھنے کا مقصد معلوم کرنا تھا کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کا کیا طرز عمل ہے۔اس میں ایک مقصد یہ بھی تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے گھریلو معمولات میں رہنمائی لینی تھی کہ رسول اللہ ﷺ کا اپنے اہل خانہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوتا ہے اور گھر کے کام میں ان کا کیا معمول تھا تاکہ ایک مسلمان اپنے گھر میں کس طرح رہے۔

حدیث مبارکہ کے متعدد سبب ایراد ہیں جن کی وجہ سے حضرت اسودؒ نے حضرت عائشہؓ سے رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی اور گھریلو معمولات کے بارے میں دریافت کیا اور حضرت عائشہؓ نے جواب میں رسول اللہ ﷺ حدیث بیان کی اور گھریلو معمولات سے آگاہ کیا یہ اس حدیث کے سبب ایراد ہیں۔

سوم:تابعی کا تابعی سے روایت اور سبب ایراد

3-سبب ایراد کی تیسری صورت یہ ہے کہ تابعی دوسرے تابعی سے کسی حدیث کے بارے میں سوال پوچھتے ہیں یا کوئی مسئلہ پیش آتا ہے۔تو سوال کے جواب میں یا مسئلہ کے حل کے لئے تابعی حدیث کو بیان فرماتے ہیں جیسا کہ حصین بن عبدالرحمن48 کہتے ہیں کہ میں حضرت سعید بن جبیرؒ49 کے پاس موجود تھا، انہوں نے فرمایا: تم میں سے کسی نے رات کو ستارہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا ہے، میں اس وقت نماز میں نہیں تھا، البتہ مجھے ایک بچھونے ڈس لیا تھا، انہوں نے پوچھا: پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے اسے جھاڑ لیا، انہوں نے پوچھا: تم نے ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا: اس حدیث کی وجہ سے جو ہمیں امام شعبیؒ50 نے سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سنائی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا : نظر بد یا ڈنک کے علاوہ کسی اور چیز کی جھاڑ پھونک صحیح نہیں ہے۔حضرت سعید بن جبیرؒ کہنے لگے کہ جو شخص اپنی سنی ہوئی روایت کو اپنا منتہی بنالے، یہ سب سے اچھی بات ہے۔51

حدیث کا سبب ایراد

مذکورہ حدیث مبارکہ کے سبب ایراد میں دو تابعین حضرات کا واقعہ ہے۔ایک حضرت حصین بن عبد الرحمنؒ اور دوسرے تابعی حضرت سعید بن جبیرؒ ہیں اور حضرت حصینؒ اس واقعہ کے تناظر میں تیسرے تابعی امام شعبیؒ کی روایت جو انہوں نے صحابی رسول ﷺ بریدہ اسلمیؓ سے سنی تھی دلیل کے طور پر بیان فرمائی۔لہذا اس حدیث کے سبب ایراد میں دو تابعین کا واقعہ ہے اور جس میں دوسرا تابعی تیسرے تابعی کی اس روایت کو بیان کرتے ہیں جو خود تیسرے تابعی نے صحابی سے اور صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے۔

چہارم: تبع تابعی کا تابعی سے روایت اور سبب ایراد

4۔سبب ایراد کی چوتھی صورت تبع تابعی کسی تابعی سے کسی مسئلہ کے حل کے لئے سوال پوچھتے ہیں اس کے جواب میں تابعی حدیث کو بیان فرماتے ہیں جیسا کہ سفیان بن عیینہؒ نے عمرو بن دینارؒ سے پوچھا کیا تم نے جابر بن عبداللہؓ سے یہ حدیث سنی ہے کہ ایک شخص مسجد نبوی میں آیا اور وہ تیر لیے ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ان کی نوکیں تھامے رکھو۔52

اس حدیث مبارکہ میں تبع تابعی سفیان بن عیینہؒ53 نے تابعی عمرو بن دینارؒ54 سے حدیث کی تصدیق کے لئے معلومات پوچھ رہے ہیں کہ کیا آپ نے حضرت جابرؓ سے رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث سنی ہے۔اور اس کے جواب میں تابعی حضرت عمرو بن دینارؒ حدیث بیان فرمارہے ہیں لہذا اس روایت میں سوال کے جواب میں تابعی روایت بیان فرمارہے ہیں۔اس روایت میں تبع تابعی اور تابعی کی آپس میں گفتگو اور حدیث کا بیان اس حدیث مبارکہ کا سبب ایراد ہے۔حضرت سفیان بن عیینہؒ نے عمرو بن دینارؒ سے بطریقہ استفہام عمرو بن دینارؒ کا حضرت جابرؓ سے حدیث کا سماع معلوم کیا ہے جو اس حدیث کا سبب ایراد ہے۔

اس روایت میں تبع تابعی تابعی سے سماع عن الصحابی کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں جبکہ وہ صحابی وہاں موجود نہیں ہوتے۔لہذا تبع تابعی کا تابعی سے کسی روایت کے بارے میں معلومات حاصل کرنا اور پھر روایت کو بیان کرنا یہ آپس میں مکالمہ حدیث کا سبب ایراد ہے۔

نتائج تحقیق

1-یہ سوال بہت سے محققین کی توجہ کا مرکز رہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث "کتب ستہ" تک کیسے پہنچی، جو تیسری صدی ہجری میں مرتب کی گئی ہیں اور اہل علم نے انہیں بنیادی مصادر کے طور پر قبول کیا ہے۔اس دور کے ہر ایک مرحلے کی اہمیت ہے ، لیکن چونکہ اس دور میں علوم ابھی تشکیل نہیں پائے تھے اور بنیادی تصنیفات مرتب نہیں ہوئی تھیں، اس لیے

پہلی صدی ہجری ایک ایسا وقت ہے جس پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ اس دور میں دیگر موضوعات کی طرح روایت حدیث کی بھی مخصوص خصوصیات موجود تھیں۔

2-پہلی صدی ہجری کی روایت حدیث میں سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ اس صدی اور اس کے بعد کے دور کے درمیان روایت حدیث کی ساخت میں اہم اختلافات موجود ہیں۔پہلی صدی ہجری کے آخر اور دوسری صدی ہجری کے آغاز میں تدوین حدیث کی کوششیں حدیث کی روایت میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوئیں۔جس کے بعد روایت حدیث کا عمل زیادہ منظم انداز میں ہونے لگا تدوین حدیث کے بعد طلباء شیوخ حدیث کے حلقہ درس میں سماعت حدیث کے لئے باقاعدہ شامل ہوتے۔روایت حدیث کی اس ساخت کو "نظامی طریقے سے روایت حدیث" کہا جا سکتاہے۔جس کی وجہ سے جدید قارئین کے ذہن میں روایت حدیث کا یہی ایک طریقہ متصور رہا۔جبکہ پہلی صدی ہجری میں روایت حدیث کا انداز مختلف رہاہے۔اس صدی میں ایک حدیث کا سفر صحابی سے تابعین تک مذکورہ طریقے کےعلاوہ ضرورت کے تحت بھی ممکن تھا۔مثال کے طور پر، کسی صحابی سے سوال کرنا یا روزمرہ کے مسائل کے حل کے لیے خلیفہ وقت کے پاس جاتا، ان سب کے ذریعے ایک حدیث کا نقل کرنا ممکن تھا۔اس لئے روایت کی اس ساخت پر "ضرورت کی بنیاد پر روایت حدیث" کا اطلاق کیا گیاہے۔

3-صحابہ کرام ؓ علمی حلقوں سے باہر بھی ضرورت کی بنیاد پر حدیث روایت کرتے رہے۔اس لیے ان کے اس عمل کے لیے "نیم نظامی طریقے سے روایت حدیث" کی اصطلاح کا استعمال مناسب سمجھا گیا۔مذکورہ اصطلاحات (نظامی طریقے سے روایت حدیث ، ضرورت کی بنیاد پر روایت حدیث، اور نیم نظامی طریقے سے روایت حدیث) ان اصطلاحات کو صحت حدیث کے ساتھ وابستہ نہیں کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ اصطلاحات روایت کی صحت کو نہیں بلکہ ابتدائی دور کی ساخت کو بیان کرتی ہیں۔ان ساختوں کا علم ابتدائی دور کی روایت حدیث کی کیفیت کو سمجھنے اور اس کی ساخت و تکوین کے بارے میں علم و آگاہی حاصل کرنے کے لیے اہم ہے۔

4-پہلی صدی ہجری کی روایت حدیث ہمیں اس دور کو سمجھنے کے لیے اہم قرائن فراہم کرتی ہے۔نظامی روایت حدیث کے بر عکس ، پہلی صدی ہجری کے منظم اسناد میں یہ واضح ہوتا ہے کہ ایک حدیث کس طرح صحابہ کرام ؓ سے تابعین اور پھر تابعین سے تبع تابعین تک منتقل ہوئی، اور اس کے پیچھے کون سی وجوہات کار فرما تھیں ۔لیکن جب ان کا اجتماعی جائزہ لیا جائے تو اس سے پہلی صدی ہجری میں روایت کی وضاحت کے لیے کافی معلومات نکل سکتی ہیں۔"سبب ایراد " کہلانے والی یہ معلومات بتاتی ہیں کہ پہلی صدی ہجری میں احادیث کس طرح روایت کی گئی، اور ان معلومات کی وجہ سے عصر حاضر کے کچھ نئے تجزیوں کے از سر نو جائزہ لینے کی ضرورت بھی محسوس ہوتی ہے۔

5-"سبب ایراد" کی معلومات اگر چہ کتب رجال اور علوم حدیث میں موجود ہیں، تاہم یہ موضوع اب بھی تحقیق کا متقاضی ہے اور اس کی اہمیت بر قرار ہے۔ہر حدیث کے بیان کیے جانے کے پس منظر کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ یہ تفصیلات حدیث کی درست تقسیم اور راویوں کے حالات کے تجربے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔اس لیے " سبب ایراد " علوم حدیث میں ایک اہم پہلو ہے اور اس پر مزید تحقیق کی گنجائش ہمیشہ موجود رہے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ " سبب ایراد حدیث" کی روشنی میں روایت حدیث کے ابتدائی دور میں نظامی طریقے سے جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔تاہم، سبب ایراد میں موجود معلومات صرف تاریخ حدیث تک محدود نہیں ہیں، بلکہ ان کے ذریعے دیگر علوم کے بارے میں بھی مختلف زاویے اور نئے افکار سامنے آسکتے ہیں۔اس لیے " سبب ایراد " کی روشنی میں احادیث کے ثبوت اور تفہیم کے حوالے سے مزید تحقیق کی منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔

حوالہ جات

---

[1] راغب الاصفھانی، المفردات فی غریب القرآن، مترجم مولانا محمد عبدہ فروزپوری، مکتبہ شیخ شمس الحق، لاھور، 1987ء، ج،1، ص،448

[2] جراح محمد الجراح ، عمر عبداللہ یوسف، علی محمد سعید، علم أسباب ایراد الحدیث النبوی فی زمن النبوۃ وبعد موتہ 1441ھ، ص،107 (بکر قوزودشیلی، اسباب ایراد الحدیث، مترجم نصر اللہ عبدہ، دار الفتح، للدراسات والنشر، 2022، ص 25۔)

[3] تفصیلات کے لیے دیکھئے: ،ڈاکٹر بکر قوزودیشلی، اسباب ایراد الحدیث، ص 25۔

[4] ابوداود، سلیمان بن اشعث، سجستانی، سنن ابی داود، مکتبہ رحمانیہ، لاھور، ح، 4355، ج، 2، ص، 249، 250

[5] احمد بن حنبلؒ، مسند، مترجم محمد ظفر اقبال، مکتبہ رحمانیہ، لاھور، ح، 21754

[6] ابن حجر، **أحمد بن علی**، عسقلانی، فتح الباری، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج، 1، ص، 372

[7] ابن حجر، فتح الباری، ج، 2، ص، 389، 493

[8] ابن حجر، فتح الباری، ج، 2، ص، 13، ج، 8، ص، 572

CC BY

[9]الفاظ اور عبارت کی وضاحت کے لیے دیکھئے: عبد الطیف الریان، اسباب ایراد الحدیث، ص 24،23۔

[10]ان کا نام نزار عبد القادر محمد عبد اللطیف ہے۔ 1959ء کو فلسطین کے قصبہ عسقلان کے جبالیہ کیمپ غزہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم جبالیہ کیمپ کے الغوث اسکول میں مکمل کیا۔ 1978ء میں قاہرہ کی عین شمس یونیورسٹی سے قانون کی تعلیم اور 1402ھ میں وہاں سے بیچلرز کی ڈگری حاصل کی۔ پھر عمان کے اردن یونیورسٹی سے شریعہ میں ماسٹرز کی ڈگری اور حدیث میں مہارت و تخصص حاصل کیا۔ 1994ء میں سوڈان سے قرآن مجید یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور بہترین کارکردگی کے ساتھ (اسلام کا مستقبل ایک معروضی و تجزیاتی مطالعہ) کے عنوان سے اپنا مقالہ لکھا، پھر 2001ء میں ایسوسی ایٹ پروفیسر کا عہدہ حاصل کیا اور 2004ء میں پروفیسر بن گئے (http:en.bharatpedia.org۔)

[11]نزار الریان امداد المنعم ج 1 ص 1119، 757، 713، 712، اسی طرح نزار عبد اللطیف الریان اور اسماعیل سعید محمد رضوان اسباب ورود الحدیث وایراده ص 124، 102

[12]محمد بن محمد بن سویلم بن محمد أبو شُهبة ایک مصری اسلامی عالم دین، مؤرخ، اور محدث تھے جو 1896 میں پیدا ہوئے اور 1971 میں وفات پاگئے. محمد بن محمد بن سویلم کا نام محمد بن محمد بن سویلم بن محمد تھا، اور وہ ابو شُھبۃ کے نام سے جانے جاتے تھے. وہ مصر میں 1896ء میں پیدا ہوئے۔ وہ مشہور عالم دین اور محدث تھے. آپ کی نمایاں علمی خدمت حافظ ابن حجر العسقلانی کی مشہور کتاب تہذیب التہذیب کا اختصار ہے جو ابو حجر کے نام سے شائع ہوا۔ محمد بن محمد بن سویلم أبو شُھبۃ 1971 میں وفات پاگئے۔ (محمد أبو شهبة -المكتبة الشاملة" .اطلع علیہ بتاریخ 2023-02-18.)

[13]محمد بن محمد بن ابو شھبہ ،الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، دار الفکر العربی، ص، 467

[14]ابن حمزہ الحسینیؒ کا پورا نام ابراھیم بن محمد بن محمد کمال الدین ابن محمد بن حسین برھان الدین حمزہ الحسینی الحنفی الدمشقی ہے 1054ھ کو دمشق میں پیدا ہوئے اور وہی تعلیم حاصل کی اور مصر میں بعض امور کے نگران بھی رہے مصر میں علماء سے استفادہ کیا پھر روم کا سفر کیا آن کے شیوخ کی تعداد 80 ہے۔ 1120ھ میں انتقال ہوا اپکی مشہور کتاب البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث ہے جو حروف المعجم کی ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ (البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث الشریف، ناشر المکتبۃ العلیہ، بیروت، 1982، ج 1)

[15]سراج الدین ابو الحسن علی بن عبد الکریم بن عبد الرحمان بن محمد بن بلقینی. لقب: امام الحافظ شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی (1324ء—1403ء) کبار شافعی علماء میں سے ہیں۔ جو آٹھویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر شافعی عالم، فقیہ اور نادر روزگار حافظِ حدیث تھے۔ جن کی علمی بصیرت کی بنا پر انہیں اس صدی کا مجدد بھی سمجھا جاتا ہے۔ علمی رتبے کے اعتبار سے وہ "امام کبیر" اور "علامہ زماں" کہلاتے تھے۔ (شکاگو یونیورسٹی میں مشرق وسطی کا دستاویزی مرکز (MEDOC) knowledge.uchicago.edu2002"

[16]ابن حمزہ الحسینی، البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث، ناشر مکتبۃ العلمیہ، بیروت، 1982، ج، 1، ص، 3

[17]امام احمد بن حنبلؒ، مسند احمد، ح، 18913، ابن حمزہ الحسینی، البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث، ج، 1، ص، 3، 4

[18]ابن حمزہ الحسینی، البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث، ج، 1، ص، 3، 4

[19]ابن ناصر الدین الدمشقیؒ ایک ممتاز محدث اور مؤرخ تھے جن کا نام محمد بن عبد اللہ ابی بکر بن محمد بن احمد بن مجاہد القیسی الدمشقی الشافعیؒ تھا. وہ 1375ء میں دمشق میں پیدا ہوئے، دار الحدیث الاشرفیہ کے شیخ مقرر ہوئے اور 1438ء میں دمشق کے قریب ایک گاؤں میں شہید ہوئے. وہ اپنے وقت کے عالم دین، مفسر قرآن اور فقیہ کے طور پر جانے جاتے تھے اور شافعی مذہب کی گہری فہم رکھتے تھے۔ 'التنبیہ علی فضل الأشربۃ' تغذیہ پر ان کی یہ بصیرت افروز تحریر ہے۔ ان کی تحریرات میں تفسیر اور فقہ کے مضامین شامل ہیں۔ اسلامی سوچ پر اہم مواد فراہم کرتے ہیں۔ ان کا علمی کام، دینی و علمی حلقوں میں مقام رکھتا ہے۔ (خیر الدین الزرکلی (1980) "ابن ناصر الدین" موسوعۃ الاعلام، مکتبہ العرب، 2019)

[20]ابن حمزہ الحسینی البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث، ج، 1، ص، 271، اسماعیل رضوان اسباب ورود الحدیث وایراده ص، 110

[21]محمد بن محمد بن سویلم ابو شھبہ الوسیط فی علوم و مصطلح الحدیث، ص، 468، نزار الریان اور اسماعیل رضوان اسباب ورود الحدیث وایراده، ص، 111

[22]مذید تفصیل کے لئے دیکھیں اسماء ابراھیم، سبب ایراد صحابہ، الحدیث، ص، 10

[23]نزار الریان اور اسماعیل رضوان اسباب ورود حدیث وایراده، ص، 12، نزار الریان اماد اد المنعم، ج، 1 ص، 712

[24]حمزہ" منہج نزار الریان، ص، 17

[25]امام بخاری، صحیح بخاری، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، کتاب الصلوۃ، ح، 509، ج، 1، ص، 139

[26]مروان بن حکم کے بیٹے کا نام "داود بن مروان تھا۔(علامہ عینی، عمدۃ القاری، مکتبہ رشیدیہ، کھوٹہ، کتاب الصلوۃ، ج، 4، ص، 425)

[27]صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، ح، 509 ج 1، ص 139

[28]احمد بن حنبل، مسند، ح، 21754

[29]مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، کتاب الامارہ، ح، 4722، ج، 2

[30]احمد بن حنبل، مسند، ح 5565

cc BY

[31] الذھبی، سیر اعلام النبلاء، دار الحدیث، قاھرہ، ج،2، ص،623

[32] صحیح بخاری، کتاب فرض خمس، ح،3092، ج،1، ص،545

[33] صحیح بخاری، کتَاب الدیات، ح،6875، ج،2، ص،551

[34] دیکھئے: ڈاکٹر بکر قوزودیشلی، اسباب ایراد الحدیث، مترجم نصر اللہ عبدہ، ص،258تا268

[35] صحیح مسلم، کتاب الزھد والرقائق، ح،7522، ج،2

[36] صحیح بخاری، کتاب المغازی، ح،4072، ج،2، ص،58

[37] ابوعبدالرحمن احمد انسائی، سنن نسائی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، کتاب اذان، ح،633، ج،1

[38] احمد بن حنبل، مسند، ح،12122

[39] احمد بن حنبل، مسند، ح،24813

[40] صحیح بخاری، کتاب الجہاد، ح،3133، ج،1، ص،553

[41] صحیح بخاری، کتاب العلم، ح،89، ج،1، ص،78

[42] التحریم:4

[43] ابن حجر، فتح الباری، ج،9، ص،279،280

[44] صحیح بخاری، کتاب الظالم، ح،2468، ج،1، ص،434

[45] صحیح بخاری، کتاب الاذان، ح،676، ج،1، ص،161

[46] ابن حجر، فتح الباري، ج،2، ص،212

[47] صحیح بخاری، کتاب ا لنکاح، ح،5063، ج،2، ص،263

[48] بن عمرو بن سعد بن معاذ الانصاری اشھلی ہے، کنیت ابو محمد المدنی، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ حصین بن عبدالرحمٰن بن اسعد بن زرارہ ہیں، آپ ایک تابعی اور محدث ہیں۔ آپ کی وفات 126ھ میں ہوئی((حافظ یوسف المزئی، تھذیب الکمال في أسماء الرجال، دار العلمیة، بیروت، تحقیق: بشار عواد معروف، بیروت: مؤسسة الرسالة، ج6، ص،۔۔۔)

[49] سعید بن جبیرؒ ائمہ کبار تابعین میں سے تھے۔ سعید کا آغاز اگرچہ غلامی سے ہوا، لیکن آگے چل کر وہ اقلیم علم کے تاجدار بنے، حافظ ذہبی انھیں علمائے اعلام میں لکھتے ہیں امام نووی کا بیان ہے کہ سعید تفسیر، حدیث، فقہ، عبادت اور زہد وورع جملہ کمالات میں وہ کبار ائمہ اور سرکردہ تابعین میں تھے۔(تذکرہ الحفاظ: حافظ ذہبی، 1ج، ص،65(امام نووی، تہذیب الاسماء، دار الکتب العلمیہ، بیروت، جلد1ول، ق1، ص216) (تہذیب الاسماء، ج1، ص216)

[50] امام شعبی احادیث نبوی کے جلیل القدر حافظ تھے۔ صحابہ کرام کی شاگردی سے بھی مالا مال تھے۔ امام شعبی، صحاح ستہ کے ثقہ راوی اور عظیم محدثین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ عامر بن شراحیل الشعبی کو ہی امام شعبی کہا جاتا ہے۔ آپ نے 109ھ میں وفات پائی۔(امام الذھبی، تذکرۃ الحفاظ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج1، ص81)

[51] صحیح مسلم، کتاب الإیمان، ح،527، ج،1

[52] صحیح بخاری، کتاب الصلوۃ، ح،451، ج،1، ص،131

[53] سفیان بن عیینہ محدث، ثقہ، حافظ، فقیہ، امام حجت اور آٹھویں طبقہ کے رؤسا میں سے تھے۔ امام سفیان بن عیینہ کا شمار زمرہ تبع تابعین کے ممتاز علما میں ہوتا ہے۔ جن محدثین کرام نے حدیثِ نبوی کی ترتیب وتدوین میں کارہائے نمایاں انجام دیے، ان میں سفیان بن عیینہ کا نام سر فہرست ہے۔(تہذیب الاسماء ج،1، ص،245)

[54] عمرو بن دینار کبائر تابعین میں سے ہیں۔ عمرو نام، ابو محمد کنیت، باذان عجمی کے غلام تھے۔ 46ھ میں پیدا ہوئے۔ علمی اعتبار سے مکہ کے اکابر علما میں تھے، حافظ ذہبی انھیں حافظ، امام اور عالم حرم لکھتے ہیں۔ امام نووی کا بیان ہے کہ ان کی جلالت، امامت اور توثیق پر سب کا اتفاق ہے، وہ ائمہ تابعین میں تھے۔(تذکرہ الحفاظ، ج،1، ص،100۔ تہذیب الاسماء ج،1ص،27)

CC BY